شرم کی بات

Society problems

میں جانتا ہوں کہ علامہ اقبال نے گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر.... مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر'' چنانچہ بعض اوقات کسی ادیب کو نزاکت کو خیر باد کہنا پڑتا ہے' پھول کی پتی پھینک دیتا ہے' ہتھوڑا اٹھاتا ہے اور برسانا شروع کر دیتا ہے۔ اسے ایک پھاوڑے کو بیلچہ کہنا پڑتا ہے اور گندگی ہٹانا شروع کر دیتا ہے۔ ریاکاری اور تعصب کے سامنے پھول کی پتیوں کی کوئی وقعت نہیں ہوتی' کیونکہ دونوں کسی ایک مقررہ سمت کے فقدان کا نتیجہ ہیں' جبکہ منزل مقصود کوئی نہیں ہوتی ''کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب.... شرم تم کو مگر نہیں آتی''۔

مبارکباد! ہماری حکومت نے لڑکھڑاتے ہوئے اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی طرف ایک بہت بڑا قدم بڑھایا ہے اور ہمارے پاسپورٹوں میں مذہب کا کالم بحال کر دیا ہے۔ اس ستم ظریفی کو ذرا دیکھیں۔ ایک طرف تو ہم جدیدیت کا دعویٰ لے کر مشین کے ذریعے پڑھے جانے والے پاسپورٹوں کا جدید ترین نظام اختیار کر رہے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ان پر شہریوں کے مذہب کی مہر لگا رہے ہیں۔ اس سے تعصب کی انتہائی گندی بو آتی ہے۔

مذہب؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص پیدائشی لحاظ سے کسی نہ کسی مذہب سے وابستہ ہوتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر شخص اس مذہب کے متعلق جذباتی ہوتا ہے۔ کوئی شخص مذہبی طور پر اس وقت متعصب ہو جاتا ہے' جب وہ کسی ''مذہبی رہنما'' کے رسم و رواج کا شکار بنتا ہے۔ ایمان کے متعلق کیا کہیں گے؟ عقیدے کے متعلق کیا خیال ہے؟ 11 اگست 1947ء کو قائداعظمؒ کی سمت مقرر کرنے والی تقریر کے متعلق کیا کہیں گے کہ اب جبکہ پاکستان وجود میں آگیا ہے' تمام شہری بلالحاظ مذہب' ذات یا نسل کے ہر طرح سے ایک دوسرے کے برابر ہیں؟

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ مذہب کے کالم کا اس وقت کون سا اچھا اثر پڑا تھا' جب یہ سالہاسال تک ہمارے پاسپورٹوں میں شامل رہا تھا؟ کسی بھی قسم کا اثر نہیں پڑا تھا۔ تو پھر نئے پاسپورٹوں میں اس کی بحالی کا مقصد کیا ہے؟ صاف بات کہتا ہوں کہ میں ہار جاتا ہوں' کیونکہ اس میں مجھے کسی قسم کی منطق نظر نہیں آتی۔ کیا ہم نے یکطرفہ طور پر ہی اسلام کے محافظ ہونے کا حق حاصل کر لیا ہے؟

تو پھر آپ سعودی عرب کے متعلق کیا کہیں گے' جسے ہر شخص متعصب ہونے کا الزام دیتا ہے' لیکن جس کے پاسپورٹ میں کسی شہری کے مذہب کا ذکر نہیں ہوتا؟ جی نہیں' یہ لوگ کہتے ہیں کہ مذہب کے لکھنے سے ہم قادیانیوں کو مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اقرار نہ کرے کہ وہ قادیانی ہے' تو پھر؟ اور آپ ان ہزاروں کے متعلق کیا کریں گے' جو دوسرے ملکوں میں رہتے ہیں اور ارض مقدس بھی جاتے ہیں؟ انہیں کون روکتا ہے؟ کیا قرآنِ حکیم میں غیر مسلموں کو مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے سے روکا گیا ہے؟ ایسا نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام صلعم کے زمانے میں بھی ان شہروں میں یہودی' عیسائی اور بت پرست رہتے تھے۔ انہوںؐ نے ایک بار اجازت بھی دی تھی کہ یہودی مسجد نبویؐ میں اپنی عبادت کر سکتے ہیں' کیونکہ انؐ کے فرمان کے مطابق یہ اللہ کا گھر ہے۔

شاید ہم نے مذہب کا کالم اس لیے بحال کیا ہے کہ کوئی غیر مسلم اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صدر نہ بن سکے' کیونکہ ہمارے آئین میں یہی کہا گیا ہے۔ لیکن اگر کسی امیدوار نے پاسپورٹ ہی نہ بنوایا ہو' اس کے متعلق کیا کریں گے؟ بہرحال کیا مقررہ رجسٹریشن فارم کسی امیدوار سے یہ تقاضا نہیں کرتا کہ وہ بتائے کہ وہ ایک مسلمان ہے اور اس کا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلعم آخری نبی ہیں؟ لہٰذا مذہب کے کالم کا کیا مقصد ہے؟

میں اس بات کو جانتا ہوں۔ ریاکار ہونے کی وجہ سے ہمارا خیال یہ ہے کہ اس طرح کی لیپاپوتی کرنے سے ہم ایک اسلامی جمہوریہ کے وجود کا تاثر پیدا کر سکتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم ہر وقت تمام لوگوں کو بیوقوف بنا سکتے ہیں اور نعوذ باللہ' اللہ تعالیٰ کو بھی!

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ملک اس وقت تک ایک اسلامی ریاست نہیں بن سکتا' جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے احکام پر فی الواقع عملدرآمد نہیں کرتے یعنی حقوق العباد' انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر ایک مملکت کی حیثیت سے' کیا ہم ایسا کر رہے ہیں؟ اس سرزمین پر ''عدل'' نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ''عدل'' کا مطلب صرف انصاف ہی نہیں' بلکہ ''توازن'' بھی ہے۔ کوئی پنچایت یا کسی گاؤں کا جرگہ اپنے اس حکم کو انصاف سمجھتا ہے کہ کسی عورت کے ساتھ کسی دوسری عورت کے رشتہ دار اجتماعی زیادتی کریں' کیونکہ پہلی عورت کے کمسن بھائی نے مبینہ طور پر دوسری عورت سے زیادتی کی تھی' پھر ہوتا کیا ہے؟ عدالت زیادتی کرنے والوں کو بری کر دیتی ہے۔

شرعی عدالت پوچھے بغیر کہہ دیتی ہے کہ زیادتی کرنے والوں کو دوبارہ گرفتار کر لیا جائے اور یہ ایک ایسی چیز ہے' جس کے متعلق توقع ہوتی ہے کہ ہائیکورٹ کرے گی۔

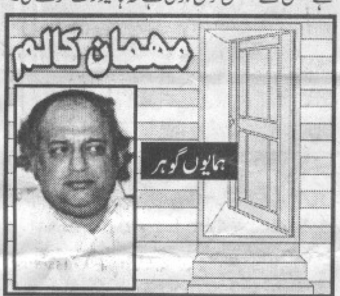

پھر سپریم کورٹ کہتی ہے کہ شریعت عدالت کو اس معاملے میں دخل اندازی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ آخرکار وزیراعظم زیادتی کرنے والوں کی گرفتاری کا حکم دیتا ہے۔ حالات کی اس گرد میں ہر شخص بھول گیا ہے کہ اجتماعی زیادتی کا شکار ہونے والی عورت کے کمسن بھائی کے ساتھ بھی سزا کے طور پر زیادتی کی گئی تھی۔

اس سارے شوروغل اور ہنگامے میں کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ اس قسم کی غیر اسلامی سزا سنانے والی گاؤں کی پنچایت کے ارکان کو سزا کیوں نہیں دی گئی؟ کیونکہ اسلام واضح طور پر کہتا ہے کہ کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے جرم کی سزا نہیں دی جا سکتی' انصاف؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس کا فقدان بہت نمایاں ہے۔ حقوق العباد کے دوسرے لوازمات کو بھول جائیں۔ یہی کہنا کافی ہے کہ یہاں ان میں سے کسی پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا۔

یکایک مجھے یہ خیال آیا ہے کہ شاید ہمارے حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاسپورٹوں سے ہمارے مذہب کا پتہ چلنا چاہئے' کیونکہ شاید ان کا یہ خیال ہو کہ حقوق العباد کا یہ ایک انتہائی اہم جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ ایک گستاخی ہے کہ ہم اپنے ملک کو اسلامی کہیں' جبکہ ہم مسلمان ہونے کے تھوڑے سے تقاضوں پر بھی عمل نہیں کرتے۔

مجھے ایک اور خیال آتا ہے۔ شاید ہمارے حکمرانوں کا خیال ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد جب فرشتہ ہمارے پاس آئے گا اور ہمارے اعمال کے متعلق پوچھے گا' تو ہمیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ ہم مسلمان ہیں اور اسے اپنے پاسپورٹ دکھا دیں گے۔ پھر ہمیں جنت میں بھیج دیا جائے گا' جو ہمارے ان متعصب ذہن رکھنے والوں نے ہم پاکستانیوں کے لیے خصوصی طور پر تیار کی ہو گی' جن میں حکمران' مُلا اور پارلیمانی ارکان سب شامل ہیں۔

یہ ایک فضول سا فیشن بن گیا ہے کہ ہم اپنی تمام برائیوں کا الزام ہمیشہ مُلاؤں کو دیتے ہیں' جبکہ یہ ہمارے حکمران ہوتے ہیں' جو ہر موقع پر ان کے بچاؤ کے لیے آتے ہیں۔ پارلیمینٹ میں اقلیت میں ہونے پر بھی اصرار کرتے ہیں کہ پاکستان کو اسلامی جموریہ کہا جائے اور پارلیمینٹ کے غیر مُلا ارکان ان کی بات مان لیتے ہیں۔ ایوب خان نے اپنے آئین میں پہلے پاکستان کو صرف جمہوریہ کہا تھا' لیکن جلد ہی مُلاؤں کے مطالبے کے سامنے جھک گئے اور اس میں ''اسلامی'' کا اضافہ کر دیا۔

مُلاؤں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے اور آزاد سوچ اور لبرل ازم کے علمبردار ذوالفقار علی بھٹو سرنگوں ہو گئے۔ پھر ڈوبتے ہوئے بھٹو نے مایوسی کے عالم میں شراب اور جوئے پر پابندی کے تنکوں کا سہارا لیا اور یہ سوچا کہ یہ لوگ خوش ہو جائیں گے۔ صدر پرویز مشرف نے توہین دین کے قانون اور حدود آرڈیننس کو ختم کرنے اور سکولوں کے نصاب کو جدید بنانے کی بات کی' لیکن ہر بار وہ دباؤ کا سامنا نہ کر سکے اور پیچھے ہٹ گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ تعصب تمام رنگوں میں ظاہر ہوتا ہے' جن میں سے مذہبی لوگ صرف ایک رنگ ہیں۔ نقلی چہروں کے پیچھے اصلیت چھپانے والے دوسرے لوگ لبرل' جدت پسند' سوشلسٹ اور جمہوریت پسند ہوتے ہیں' چاہے وہ جو کوئی بھی ہوں۔ کسی کو حیرت نہیں ہوتی کہ پیغمبر اسلام صلعم نے اپنے شہر کو اسلامی مملکت مدینہ کیوں نہیں کہا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر آپ کا ملک سچے معنوں میں ایک اسلامی ملک ہے' تو آپ کو ایسا کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ صرف وہی کچھ کرتے ہیں' جو فی الواقع آپ نہیں ہوتے۔

سچی بات یہ ہے کہ مختلف لباسوں میں وہ سب ایک جیسے ہیں' چاہے وہ مُلا ہوں' سیاستدان' سول اور ملٹری بیوروکریٹس ہوں' قبائلی جنگجو سردار ہوں' جاگیردار ڈاکو یا کاروباری لوگ ہیں۔ ان سب کو ''اسٹیبلشمنٹ'' کہنا نامکمل سی بات ہے۔ یہ ''اقتداری طبقہ'' ہے۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ یہ قابل رحم سرزمین ہر روز غریبوں کے خون سے بھیگ جاتی ہے' لیکن پھر بھی یہ پیاسی ہے؟

ہم نے بہت سے مواقع کھوئے ہیں' لیکن اس سرزمین کی پیاس نہیں بجھا سکے۔ اس کی پیاس صرف مفاد پرستوں کے خون سے بجھ سکتی ہے اور اس کے بعد ہی وہ خواب پورے ہوں گے' جو ہم دیکھتے رہے ہیں۔ یہ افسوسناک ہے' لیکن ناگزیر ہے۔ ''پاکستان کے عوام کی غربت کب ختم ہو گی؟'' صدر مملکت کی ویب سائٹ پر کسی نے ان سے یہ پوچھا تھا' لیکن اس کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا۔ جواب یہ ہونا چاہئے ''میری یا آپ کی زندگی میں ایسا نہیں ہو سکے گا۔'' اس سوال کا میرا جواب یہ ہوتا ''اس وقت تک نہیں' جب تک یہ سرزمین مفاد پرستوں کے خون سے تربتر نہیں ہو جاتی۔ صرف اسی صورت میں اس میں زرخیزی آئے گی' کیونکہ کیڑے اور حشرات الارض ختم ہو جائیں گے۔''

میں آج بہت اداس ہوں اور بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں' جو میری ہی طرح اداس ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں میں سے دو صدر اور وزیراعظم ہیں اور انہیں یہ احساس نہیں ہو رہا کہ انہوں نے ایک نان ایشو کو پیچھے کر رکھا ہے۔ مجھے امید ہے کہ کچھ اور لوگ بھی بولیں گے۔ پاکستان ایک روز ایک عظیم ملک بن جائے گا۔ اس کے متعلق مجھے پورا یقین ہے۔ اگر ہم میں سے کافی تعداد میں لوگ بے دھڑک ہو کر بولنے لگ جائیں' تو ہم پاکستان کو ایک ایسی مملکت بنا دیں گے' جس پر ہمارے بچے فخر محسوس کریں گے۔ پھر شاید ہم خونریزی سے بھی بچ جائیں۔ اگر نہیں' تو پھر جو خون بہے گا' اس کا بہنا ناگزیر ہے' جس سے پاکستان کے ایک عظیم ملک بننے کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔ مجھے اس کا یقین ہے کہ یہ عظیم ضرور بنے گا۔

(بشکریہ: ''دی نیشن''۔ ترجمہ: ریحان قیوم) ☆